رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE AL HAKAM, WEEKLY, QADIAN

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

قادیان

الحکم

دور جدید

چہ گویم با تو گر آئی بہادر قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ہفتہ وار

بیا در بزم مستانا بہ بینی عالمے دیگر ✱ بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ

والیان ریاست اور حکومت سے ۱۰۰؍
امراء و رؤساء سے ۲۵؍
معاونین سے ۱۵؍
عوام سے ۵؍
ممالک غیر سے ۱۲ شلنگ

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے ہر انگریزی ماہ کی ۷۔۱۴۔۲۱ ؍ ۲۸ ؍ تاریخ کو خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲؍

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعودؑ)
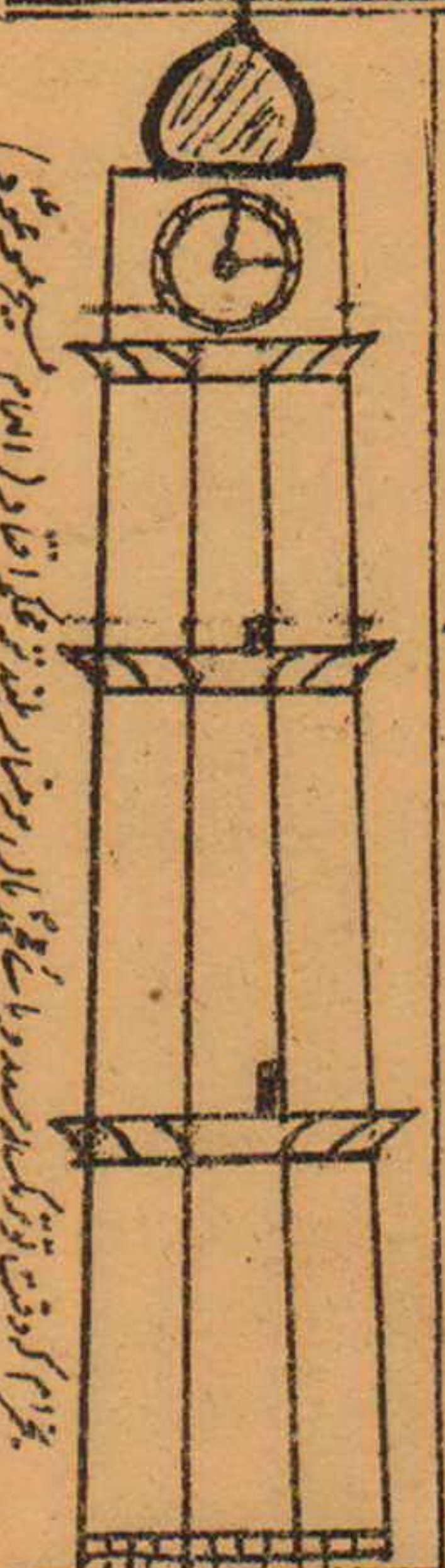
جلد ۳۹ | ۳۰ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۱ جون ۱۹۳۶ء یوم یک شنبہ | نمبر ۱۶

کچھ اپنی نسبت!

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو ✱ یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

میں نے ہمیشہ اس امر کا اظہار کرنے میں مسرت محسوس کی ہے۔ کہ میں نے "الحکم" کو ذریعہ معاش بنا کر جاری نہیں کیا۔ میرے جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ میں محکمہ نہر میں نائب ضلعدار مقرر ہوا تھا۔ مگر میں نے اپنے ارد گرد رشوت ستانی کے ایک ایذاء دہ سلسلہ کو دیکھ کر اس نوکری کو چھوڑ دیا۔ اور یہ عہد کیا۔ کہ حکومت کی نوکری نہیں کرونگا۔ اگر وہ سول نافرمانی اور ترک موالات کا زمانہ ہوتا۔ تو شاید میں اس عمل کی وجہ سے بہت بڑا لیڈر سمجھا جاتا۔ خدا تعالےٰ کی نہاں در نہاں مشیت نے مجھے ایام طالب علمی سے ہی اخباروں میں مضامین لکھنے کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور ملازمت کی رسی کو گردن سے نکال دینے کے بعد میری زندگی کا نظام عمل

اخبار نویسی قرار پایا

میں اگر ملازم رہتا۔ تو آج سے سترہ برس پیشتر خان بہادر ہو کر اور ایک معقول پنشن ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ سے لیکر فارغ ہو چکا ہوتا مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ میرا جس نعمت سے آج متمتع ہوں۔ اس سے خطاب و پنشن کی بیرسے دل میں ایک پائی کے برابر بھی قدر نہیں۔ اس کے بعد خدا تعالےٰ نے مجھے اس کام کی توفیق دی جس پر آنیوالی نسلیں ناز کریں گی

"الحکم" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات آپ کے سوانح حیات اور تاریخ سلسلہ کے واقعات کا امین ٹھیرا۔ اور اس کے اسی پہلے ایڈیٹر کو خدا تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے یہ سعادت دی کہ آپ کے ہر فیض سے بہرہ ور ہو سکے۔ اور سلسلہ کے عہد خلافت میں ہر موقعہ پر تائید حق کے میدان میں کسی سے پیچھے نہیں۔ بلکہ اگلی صف میں ہی کھڑا رہنے کا موقعہ دیا۔ الحکم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا۔ اور الحکم نہ صرف آپ کے نشانات و معجزات کا منادی اور امین ٹھیرا بلکہ وہ بجائے خود بھی ایک نشان ٹھیرا (مقدمہ کرم دین میں) حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اس کے بقاء کے لئے خود اپیل فرمایا۔ اور اپنی زندگی کی آخری ساعات میں اس امانت کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے سپرد فرمایا۔ اس سے اس کی اہمیت نمایاں ہے۔ الحکم پر مختلف ابتلاء کے زمانے آئے اور اس کے ایڈیٹر کو خدا تعالےٰ نے اپنے محض فضل سے

ان امتحانوں میں کامیاب فرمایا

اس کے سامنے ہزاروں روپیہ کی پیشکش آئی اور ایسے وقت میں کہ دشمن اپنے اخبارات میں لکھ رہے تھے۔ کہ

الحکم پر بجلی گری

لیکن وہ پیشکش اگر اسلام کی راستی اور ضمیر کی قیمت ہوتی تو وہ اسے ضرور قبول کرتا۔ مگر وہ حق کی حمایت کا مشن لیکر جاری ہوا تھا۔ اور سونے چاندی کے سکوں نے اس کی نظر اور ضمیر کو کبھی متاثر نہیں کیا تھا۔ اس لئے وہ اس نے ایسے بخوشی ہی انہیں فخر سے ٹھکرا دیا۔ مجھکو یقین کہ میرے مولیٰ کو اس کا یہ فعل پسند آیا۔ کہ اس نے محض فضل اور رحم سے اسے سلسلہ کی خدمت کے لئے مختلف رنگوں میں ہزاروں ہی روپیہ خرچ کرنے کی توفیق دے دی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

یہ تمہید صرف اس لئے ہے۔ کہ اب جماعت میں وہ لوگ بہت ہی کم رہ گئے ہیں۔ جو ابتدا سے

الحکم اور اس کے ایڈیٹر کو جانتے ہیں

اور نہ الحکم کی ابتدائی تاریخ سے واقف ہیں۔ الحکم اس قسم کے ابتلاؤں سے گزرتا رہا۔ اور اس پر ایسا وقت بھی ہوتا رہا کہ اس کی اشاعت مجبوراً ملتوی کرنی پڑی۔ الحمد للہ وہ اب تک زندہ ہے

اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں انشاء اللہ

ہمیشہ زندہ رہیگا

خواہ اس کا کوئی رنگ ہو۔ میرے اندر خوشی کی لہریں جوش مارتی ہیں۔ جب میں الحکم کے اقتباسات اسکے نام سے الفضل، یا دوسرے اخبارات میں پڑھتا ہوں۔ پس مجھے اس کا کوئی غم نہیں۔ کہ الحکم پر موت کا ہاتھ کبھی قابو پائیگا۔ میں مطمئن ہوں کہ وہ مر نہیں سکتا۔ اس لئے۔ کہ

وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ایک بازو اور آپ کے کارناموں کا امین ہے۔

لیکن مجھے افسوس اور شکوہ ہوگا۔ کہ اگر سلسلہ کے مخلص الحکم کو اس کی اصلی صورت میں زندہ رکھنے کے لئے تھوڑی سی

مالی قربانی سے دریغ کریں

میں نے الحکم کے بقاء کے لئے بلا مبالغہ اپنی محنت سے کمائے ہوئے روپے میں سے ہزاروں روپیہ خرچ کئے ہیں۔ اور خدا کے فضلوں کے شکریہ میں ہزار ہا روپیہ اس کے بقایا داروں کو معاف کر دیا۔ تاکہ ان پر بوجھ نہ رہے۔ مگر تا بکے۔ اس کے احیاء اور بقاء کے لئے میں بھی

شریک قوم و ملت ہوں

الحکم کے موجودہ سلسلہ اجراء کے وقت سے اب تک بھی میں اپنی ذات سے ایک معقول رقم دے چکا ہوں۔ وہ اپنے خرچ کو بھی نکال نہیں سکتا۔ اس لئے کہ وقت پر خریدار اپنا بقایا ادا نہیں کرتے۔ اور ان سے مطالبات اور وی پی کی واپسی میں جو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ وہ مزید بر آں ہے۔ اس مالی نقصان کے علاوہ عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی نے اپنے باپ اور سلسلہ کی اس امانت کو زندہ رکھنے میں جو محنت کی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ

وہ قبل از وقت بوڑھا ہو گیا اور ذیابیطس کا شکار ہے۔

اس کی بیماری میں شدت کا موجب یہی اخباری افکار ہوئے ہیں۔ مجھے اس کی علالت سے تکلیف ضرور ہے۔ لیکن افسوس نہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ سلسلہ کی خدمت میں یہ قربانی کر سکا الحکم کے بقاء کے لئے بعض دوستوں نے رعایتی قیمت دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور میرے محترم مخدوم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالے کی نیکی اور سعی فی الدین تھی۔ دراصل وہ چاہتے یہ تھے۔ کہ مجھے مالی افکار سے فارغ کر دیں۔ خدا تعالے انکو ان کے نیک ارادوں کا اجر عظیم دیگا۔ جو قدر اور محبت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک وجود کے شاخہائے پر ثمر کے قلوب میں ایڈیٹر الحکم کے لئے ہے میری زندگی اور خوشی کے لئے اس پیرانہ سالی میں وہ مایۂ حیات و مسرت ہے۔ اور مجھے اپنے بخت رسا پر ناز ہے۔

مگر جن دوستوں نے اس شاخ اعانت میں شرکت فرمائی تھی ان میں سے بعض نے وقت پر رقم اعانت کو نہیں بھیجا۔ یہاں تک کہ اکتوبر ۱۹۳۵ء تک ہی وہ اعانت پہونچی ہے۔ اور قریباً نو ماہ کا بقایا ہے۔ اور خریداران الحکم کے ذمہ بھی

بہت بڑی رقم باقی ہے

ایڈیٹر الحکم نے ہمیشہ اس امر کو ناپسند کیا۔ کہ وہ اپنے دوستوں کا گلہ اخبار میں کرے۔ اور میں اب بھی پسند نہیں کرتا۔ لیکن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد سعادت کی اس یادگار (الحکم) کے بقاء کے ذمہ واروں کو یہ کہنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ وہ

اسے ہر قربانی سے ظاہری شکل میں زندہ رکھیں

نہ صرف اس لئے کہ وہ عصر سعادت کی یادگار ہے بلکہ اس لئے بھی۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے بستر موت پر اس امانت کی حفاظت کے لئے الحکم کا ہاتھ اپنے آنے والے جانشین کے ہاتھ میں دیا۔ جو خدا تعالے کا

ایک برگزیدہ خلیفہ اولوالعزم اور اولوالفضل ہے

پس میں ان دوستوں کو جنہوں نے الحکم کی رعایتی قیمت ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ کہتا ہوں کہ وہ اس کی اعانت کو باقاعدہ ادا کریں۔ اور پچھلا بقایا صاف کر دیں۔ اور بقایا دار اپنی رقوم فوراً ادا کریں اور الحکم کی اشاعت کے دائرہ کو وسیع کریں۔

یاد رکھو کہ میری آواز بھی اب ہر روز قبر کے قریب ہوتی جاتی ہے۔ اس لئے کہ ہر سانس مجھے قبر کے قریب کر رہا ہے۔ الحکم کے لئے تم اگر اپنے اموال کو خرچ کرو گے تو اس سے مفلس نہیں ہو جاؤ گے الحکم کے بقاء کے لئے بعض تجاویز میرے خیال میں ہیں۔ میں انہیں بعد میں پیش کروں گا۔ سردست میں اس کو پیش کرتا ہوں۔ اگر اکتوبر ۱۹۳۵ء سے جون ۱۹۳۶ء تک کا رعایتی چندہ یکدم مل جائے تو الحکم کے لئے مایۂ حیات ہوگا۔ اور بقایا داروں کے ذمہ

قریباً دو ہزار روپیہ ہے۔ وہ ادا کر دیں تو الحکم اپنا پریس بھی قائم کر سکتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ حقائق پسند اور شکور خدا کے ماننے والے وفا کی شکرگزاری کی روح رکھنے والی قوم اپنے ایک خادم قوم کی آواز کو رائگاں نہیں جانے دے گی۔ اور اس وقت اسکی اعانت میں قدم آگے بڑھائیں گے۔

ایک اور بات! چونکہ عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب کی علالت اس حد تک پہونچ گئی ہے۔ کہ ڈاکٹر کا مشورہ یہ ہے۔ کہ وہ کوئی تحریری کام نہ کریں اس لئے آخر اگست ۱۹۳۶ء تک الحکم صرف آٹھ صفحہ پر شائع ہوگا۔ اور میں اسے بھی غنیمت سمجھتا ہوں۔ (عرفانی)

اشرف رہے سلامت یہ میرزا ہمارا

بے حد ہی مہرباں ہے ہم پر خدا ہمارا — محمود سا خلیفہ ہے رہنما ہمارا

گرویدہ ہے زمانہ دنیا نے اسکو مانا — ثانی نہیں ہے رکھتا یہ پیشوا ہمارا

گرداب سے ہمارا بیڑا نکالا اس نے — کیسا کمال رکھتا ہے ناخدا ہمارا

حجت تمام کر دی دنیا کے مذہبوں پر — سارا جہاں ہے لوہا اب مانتا ہمارا

آئی ہے یہ ہدایت بھاگی ہے سب ضلالت — حاصل ہوا ہے اس سے سب مدعا ہمارا

ہم کفر و بدعتوں میں گمراہ ہو چلے تھے — گر روشنی نہ دیتا شمس الضحیٰ ہمارا

فضل و عمرِ خدا نے اسکو خطاب بخشا — حق نے جسے بنایا ہے دلربا ہمارا

اسلام کا ہے حامی محمود نام نامی! — سارے جہاں پہ سکہ بٹھلا دیا ہمارا

کیونکر ہو فکر محشر چمکا ہے نورِ اختر — ہے مہرباں ہم پر وہ کبریا ہمارا

جس دل میں تھی عداوت اسمیں بھری محبت — دشمن ہوا ہے یار و یکسر فنا ہمارا

مولا نے کی عنایت ہم کو ہے بخشی عزت

اشرف رہے سلامت یہ میرزا ہمارا

(چوہدری محمد علی خاں اشرف)

سیرت المہدی کا ایک ورق

عزیز شیخ محمود احمد صاحب عرفانی مدیر مسئول الحکم کی علالت اور طبی مشورہ نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ کہ میں "الحکم" کے لئے وقت دوں۔ اگرچہ میری مصروفیت ایسی ہے۔ کہ میں اس سے وقت نہیں نکال سکتا۔ لیکن مجبوراً اس کے بغیر چارہ نہیں۔ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اور الحکم کے مخلص اور قدیم رفقاء سے توقع کرتا ہوں۔ کہ اس موقعہ پر وہ میرے ساتھ تعاون کریں۔ (عرفانی)

(۱) میراث پدر در ورثہ انبیاءً

سنہ ۱۸۷۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا کسی قسم کا دعویٰ نہ تھا۔ آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ اور صداقت اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مضامین لکھتے رہتے۔ اس زمانہ میں خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب اور مرزا فضل احمد صاحب مرحومین کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک فاضل اور دیندار استاد کی تلاش تھی۔ چنانچہ اس خدمت کے لئے مولوی فضل احمد صاحب مرحوم ساکن لودی ننگل والد ماجد حضرت مولوی فور احمد صاحب کو مقرر کیا گیا۔ مولوی صاحب موصوف کا تقرر مرزا نہتا بیگ صاحب مرحوم ساکن لنگروال کے ذریعہ ہوا تھا۔ حضرت مولوی فضل احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت و اخلاص تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ان کے علم و فضل اور تقویٰ کے لحاظ سے ان سے محبت کرتے تھے۔ ان کے ایام اقامت قادیان کا واقعہ ہے۔ کہ ایک مسن آدمی نے جو اپنی عمر سو سال کے قریب بتاتا تھا۔ بیان کیا۔ کہ ایک مرتبہ چوہدری ضیاء اللہ صاحب مرحوم ساکن پاروِوال (جو نومسلم تھے اور اپنی اراضی کے معاملات کے سلسلہ میں جناب مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی خدمت میں بغرض استمداد آیا کرتے تھے۔ اور حضرت مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم مغفور کی بھی ان پر نظر عنایت تھی) کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں جو اس وقت صرف مرزا غلام احمد (فداہ ابی و امی) تھے ایک پیغام دیکر بھجوایا۔ اور وہ پیغام یہ تھا۔

میراث پدر خواہی علم پدر آموز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ پیغام سُنا۔ تو آپ اس پیغام کی پوری حقیقت سے باخبر ہو گئے۔ آپ نے نہایت سادگی اور بشاشت سے فرمایا

مجھے انبیاء علیہم السلام کا ورثہ بس ہے

غور کرو یہ زمانہ وہ تھا۔ جب آپ پبلک میں معروف نہ تھے۔ آپ کے گرد کوئی حلقہ خدام نہ تھا۔ اس وقت ایسے موقعہ پر کہ حضرت والد محترم آپ کو دنیا کے مقدمات اور جائیداد کے جھگڑوں میں لگانا چاہتے تھے۔ آپ نے جدی جائیداد کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے جس چیز کو پسند اور اپنے لئے کافی یقین کیا۔ وہ ورثہ انبیاء تھا۔ اور اس کے ایک لمبے زمانہ کے بعد خدا تعالےٰ کی مشیت نے ثابت کر دکھایا۔ کہ:۔

آپ ورثہ انبیاء کے حقیقی وارث تھے

(۲) خسیس دنیا کیلئے خدا کی دہتکار کی طاقت نہیں

حضرت مخدوم الملۃ مولانا مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ بارہا فرمایا کرتے۔ کہ میں نے بارہا اپنے محبوب مرشد سید الاولیاء عیسیٰ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سُنا ہے۔ کہ ہم اس پر قادر نہیں کہ ایسی تقریریں کریں اور ایسی تحریریں شائع کریں۔ کہ لوگوں کی مصطلح صلح کل کے ڈھانچہ میں ڈھلی ہوئی ہوں۔ اور سب قومیں علی الاختلاف المشارب خوش ہو جائیں۔ اور حکام اور رعایا میں سے کسی کو بھی کبھی ان پر نکتہ چینی کا موقعہ نہ مل سکے۔ مگر

اس خسیس دنیا کو خوش کرکے اپنے خدا کی دھتکار کی طاقت ہم کہاں رکھ سکتے ہیں۔

ایک عقلمند اور خدا ترس دل رکھنے والا انسان آپ کے اس ارشاد پر غور کرے۔ اگر دنیا کو خوش کرنا مقصود ہوتا تو آپ ہر قسم کے لوگوں میں اپنی قوت تقریر و تحریر اور اپنے پاکیزہ عمل اور ان برکات و ثمرات کے ساتھ جو خدا تعالےٰ نے آپ کو دیئے مقبول اور ممتاز ہو سکتے تھے۔ لیکن آپ نے

خدا کی رضا کو مقدم کیا

اور صاف الفاظ میں لوگوں کو بتایا۔ کہ ؎

حکم است ز آسماں بزمین میرسانمش
گر بشنوم نگویمش آں را کجا برم

اس پیغام ربانی کے پہونچانے میں آپ کو کس قسم کے آلام اور مصائب میں سے گزرنا پڑا۔ وہ ایک دردناک اور خونی داستان ہے۔ مگر اس منصب ماموریت کے فرائض کے سرانجام دینے میں ان تمام زہرہ گداز تکالیف کو بخوشی قبول کیا۔ اور اس مسرت کے لہجہ میں بھی کہا۔

پائیداری ما بہ بیں تحوش مے روم تا پائیدار

حضرت مسیح موعود کی روحانی تربیت

ابتدائی ایام میں جبکہ ابھی آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ایک مرتبہ آپ لودہانہ میں مقیم تھے ایک مولوی صاحب نے آپ سے سوال کیا۔ کہ جس مقام پر اب آپ پہونچے ہیں۔ یہاں تک پہنچنے میں کس قدر منزلیں سلوک کی آپ نے طے کیں۔ اور ہر ایک منزل پر کیا دیکھا؟

فرمایا۔ اگر کوئی شخص ڈاک گاڑی میں سوار ہو اور کلکتہ سے پشاور پہونچ جاوے۔ اور اس سے پوچھا جاوے۔ کہ راستہ میں کونسا تکیہ آیا اور تو نے کیا دیکھا وہ کیا بتائیگا۔ اسی طرح پر اللہ تعالےٰ نے مجھے خود اپنے فضل سے اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور ایسے طور پر کھینچ لیا۔ اور ریاضت اور مشقت سے اتنی جلدی یہ منزل طے نہیں ہو سکتی یہ تو جذبِ الٰہی ہے۔

پھر اس نے پوچھا کہ اس منزل میں پہنچکر آپ کو کیا فائدہ حاصل ہوا؟

فرمایا۔ میرا ایمان اتنا قوی ہو گیا ہے کہ میں تبلیغ حق میں کسی سے نہیں ڈر سکتا۔

یہ قوت ایمانی کیا ظاہر کرتی ہے؟ یہی کہ آپ مامور من اللہ تھے۔ کیونکہ کسی دوسرے کو یہ قوت نہیں مل سکتی اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ پر توحید کا اتنا غلبہ تھا۔ کہ دوسری تمام ہستیاں فی الواقع ہیچ تھیں۔ اور کوئی طاقت و قوت آپ کے اس جوش تبلیغ کو دبا نہیں سکتی تھی۔ پھر واقعات نے بتایا ہے۔ کہ آپ اس میدان کے کیسے مردِ کامل ہوئے۔ اپنوں اور غیروں نے ملکر ہر قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی کوشش کی مگر آپ کا قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔

حضرت مسیح موعود اور قومی ترقی

ایک مرتبہ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے آپ کے حضور جاپان میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ چھیڑا۔ ان ایام میں آریہ لوگ ایک مشن جاپان بھیجنا چاہتے تھے۔ اور ڈی اے۔وی کالج میں ایک جماعت جاپانی زبان کے لئے کھولی گئی تھی۔ ان تمام تحریکات کو پیش کر کے عرض کی گئی کہ اگر مناسب ہو تو سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے جاپان میں تجویز کی جاوے۔ اس پر ایک لمبی تقریر فرمائی۔ جس کے بعض حصے یہ ہیں۔

فرمایا۔ ہر نبی اور ہر رسول کا آخری زمانہ اسکے سلسلہ کی نصرت کا وقت ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا بہت سا حصہ مصائب اور تکالیف میں گزرا تھا۔ اور فتوحات اور نصرت کا زمانہ آپ کی عمر کا آخری حصہ ہی تھا۔ ہم بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ طے کر چکے ہیں۔ اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اب خدا کے وعدوں کے پورا ہونے کے دن ہیں۔ ہماری حالت وہ ہے۔ کہ عدالت میں مدت سے کسی کا مقدمہ پیش ہے۔ اور اب فیصلہ کے دن قریب ہیں۔ ہمیں مناسب نہیں۔ کہ اور طرف توجہ کرکے اس فیصلہ میں گڑبڑ ڈالیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس فیصلہ کو دیکھ لیں۔ اس ملک میں جو جماعت تیار ہوئی ہے۔ ابھی تک وہ بہت کمزور ہے۔ بعض ذرا ابتلاء سے ڈر جاتے ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے انکار کر دیتے ہیں۔

فرمایا۔ فی الحال موجودہ معاملات میں ہی توجہ اور دعا کی ضرورت ہے۔ اور ہم خدا پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ کہ معاملہ دور جا پڑنے والا نہیں۔ ایسے معاملات میں آریوں کے ساتھ ہماری کوئی مناسبت نہیں ہو سکتی۔ وہ قوم کو جھگڑانا چاہتے ہیں اور ہم دنیا میں تقویٰ اور نیکی قائم کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اچھوتی اور پرانی تحریریں

خاکسار عرفانی اپنے اس بخت رسا پر ہمیشہ ناز کریگا۔ کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات ہی کی اشاعت وحفاظت کی توفیق نہیں پائی۔ بلکہ حضور کی پرانی اور نایاب تحریروں کو محفوظ کرنے کی سعادت بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے پائی ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ آج کی اشاعت میں بعض اقتباس دیتا ہوں۔ ان تحریروں کی کسی صورت میں میری اجازت کے بغیر کتابی شکل میں چھاپنے کی اجازت نہیں۔ (عرفانی)

(۱)

قریباً ۱۸۷۰ء کا کلام

انسان اگرچہ ارض و سماء کو ہلا سکے
اس کی قضاء کے سامنے کیا پیش جا سکے
ایسی نہیں یہ بات کہ کوئی بتا سکے
ناداں بشر کے فہم میں کیونکر وہ آ سکے

(۲)

طریق استخارہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بیعت کے لئے اعلان فرمایا۔ اس وقت یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ بیعت کرنے والا پہلے استخارہ کرے۔ اس استخارہ کا طریق حضور نے اپنے قلم مبارک سے یوں لکھا ہے۔

اوّل دو رکعت نماز پڑھیں۔ پہلی رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور پھر التحیات میں یہ دعا پڑھیں۔ سات روز استخارہ کریں۔ اگر ہر نماز کے بعد استخارہ ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ عشاء کی نماز کے بعد تو ضروری ہے۔

دعائے استخارہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ بَیْعَتِیْ بِغُلَامِ اَحْمَدَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ اَللّٰھُمَّ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ بَیْعَتِیْ بِہٖ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ دُنْیَایَ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ مِنْہُ وَقَدِّرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا شِئْتَ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ۔ اٰمِیْن۔

غور کرو کیا کوئی منصوبہ باز اس طرح تاکید کر سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ سے سات روز تک دعائیں کرنے کے بعد میری بیعت کرو۔ اگر اس طرح پر دعائیں کرنے کے بعد خدا تعالےٰ قلوب کو بیعت کرنے کے لئے کھولتا ہے۔ تو پھر اس سے بڑھ کر بد قسمت کون ہو سکتا ہے۔ کہ جو خدا تعالےٰ کے محبوب کے حق میں سخت زبانی سے کام لیتا ہے۔ کیا خدا تعالےٰ ایک مخلص مومن اور صادق مضطرب طالب کی دعاؤں اور پکار کے جواب میں اسے گمراہ کر سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ حضور کا یہ طریق عمل ہی آپ کی صداقت کا کھلا کھلا نشان ہے۔ (عرفانی)

(۳)

مذہب کا کمال

یہ بات ظاہر ہے۔ کہ کسی مذہب کی عمدہ حقیقت خوبی ایک ہی ہے۔ کہ وہ درحقیقت اپنے ہر ایک پہلو اور مبادی اور مقاصد میں کامل ہو۔ اور ہر ایک پہلو سے فرقان اعظم ہونے سے حق اور باطل میں ایک کامل اور محیط طور پر فرق کر کے دکھاتا ہو۔ اور خیر اور شر میں پوری پوری تمیز قائم کرتا اور پھر اپنے کمال ذاتی کیوجہ سے حق کے طالب کو حقیقی سچائی کی طرف جو علم صحیح اور صالح کے رنگ میں کھینچ سکتا ہو۔ لیکن حقائق مذہبیہ کے ایسے بڑے دو حصے جن کی طرف حق یا باطل منسوب ہو سکتا ہو حصر عقلی کے رو سے دو ہیں۔ (۱) ایک خدا اور اس کی صفات کے متعلق (۲) دوسری نوع انسان اور اس کی راستبازی یا ناراستی کے متعلق۔ پس ہر دو حصوں کے بارے میں وہ مذہب فرقان اعظم کے لقب کا حقدار ہے۔ جو ان دونو تعلیموں کو نہ صرف صحیح صحیح طور پر بیان کرے۔ بلکہ ان کی صحت پر خدا تعالےٰ کی فعلی شریعت کی شہادتیں لا کر دلوں کو مطمئن اور تسلی یاب بھی کر دیوے۔

تاریخ سلسلہ کے واقعات کی اصلاح

میرا ہمیشہ سے یہ طریق عمل ہے۔ کہ جب کبھی میں سلسلہ کی تاریخ کے سلسلہ میں کوئی غلط واقعہ پڑھتا ہوں۔ تو اس کی اصلاح کے لئے اپنی طبیعت میں ایک خودی جوش محسوس کر کے اصلاح کر دیتا ہوں۔ آج (۷ رجون ۱۹۳۶ء) کو میں الحکم پڑھ رہا تھا۔ باوجودیکہ گذشتہ رات سے طبیعت کچھ اچھی نہیں۔ بابہ "قاضی فیملی" کے عنوان سے جو مضمون میرے مخلص محترم بھائی ڈاکٹر صادق نے لکھا ہے۔ اس میں ایک تاریخی غلطی کو پڑھ کر میں اٹھ بیٹھا۔ اور یہ سطور حوالہ قلم کر رہا ہوں۔ محترم بھائی ڈاکٹر صادق نے لکھا ہے۔ کہ حضرت ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب رضی اللہ عنہ اس خاندان میں پہلے بیعت کرنے والے تھے۔ یہ صحیح نہیں۔ حقیقت اور واقعہ یہ ہے۔ کہ قاضی فیملی کا آدم احمدیت میں حضرت ڈاکٹر قاضی محبوب عالم رضی اللہ عنہ تھے اور بیٹے کو باپ پر اس خلوص میں مسابقت کا درجہ حاصل تھا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اور ڈاکٹر صاحب کے بعد ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب داخل سلسلہ ہوئے۔ ہاں ایک امر قابل ناز ہے کہ اس خاندان پر قبل از بیعت بھی ایسا کوئی وقت نہیں آیا۔ کہ تکذیب یا توہین کی ہو۔ اور یہ اسی کا ثمرہ ہے۔ کہ

خدا تعالےٰ نے اس خاندان پر بڑا فضل کیا

اسی سلسلہ میں میں ایک اور واقعہ کی بھی اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ مخدومی حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم ومغفور کے حالات و تذکرہ میں جو پیغام صلح میں شائع ہوا تھا یہ لکھا گیا ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اپنے خاندان میں سابق تھے حقیقت یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے مرحوم ومغفور مرزا ایوب بیگ نے بیعت کی تھی۔ ڈاکٹر صاحب ان کے بعد تھے۔ لیکن چونکہ ایک کو دوسرے کا پتہ نہ تھا۔ اس لئے یہ خیال رہا۔ اللہ تعالےٰ ان سب سابقون الاولون پر بڑے بڑے رحم اور فضل کرے اور ان کے مدارج میں ترقیات بخشے۔ اور ہمیں بھی اپنے فضل اور رضاء کے مقام پر اٹھائے۔ (آمین)

بقایاداران توجہ فرمائیں

جن احباب کے ذمہ بقایا ۳۵و۱۹۳۴ء کا چلا آتا ہے۔ ازراہ کرم وہ تھوڑا تھوڑا کر کے ہی دفتر میں اگر بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما دیں۔ تو عین نوازش ہوگی۔

افریقہ کے تمام دوستوں کو اس اعلان کے ذریعہ اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنا حساب صاف کر کے الحکم کو شکریہ کا موقع دیں۔

(مینیجر)

حیاتِ نورؓ کا ایک ورق

(حضرت عرفانی کبیر کی قلم سے)

قرآن کریم کے سمجھنے کیلئے ذاتی نسخہ مجرب

قرآن کریم کے سمجھنے کا ایک اور میرا تجربہ کردہ نسخہ بھی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اول قرآن مجید کو عمل کے لئے پڑھو دوم۔ جو آیات قرآن کریم کی مشکل معلوم ہوں۔ ان کو ایک کاپی پر لکھتے جاؤ۔ جب سارا قرآن ایک بار ختم ہو جائے پھر گھر والوں کو سناؤ۔ اس دوسرے دَور میں قرآن مجید کے ان مشکل مقامات میں سے جو تم نے نوٹ کئے ہوں بہت سے خود حل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے دَور میں بیرونی لوگوں کو شامل کر لو۔ اس مرتبہ اور بھی کم مقامات ہونگے جو مشکل رہ جائیں گے۔ پھر عام طور پر سناؤ۔ تب خدا تعالےٰ ایسی مدد فرمائیگا۔ کہ مشکلات آسان ہونگی ؎

یہ حضرت حکیم الامۃ کے اپنے الفاظ ہیں۔ اور آپ نے اپنے ذاتی تجربہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلیم کئے ہوئے گُر پر عمل کرنے کے بعد شہادت دی ہے۔ ان پر غور کرو تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ **قرآن مجید کی عظمت** اور اس کی **اشاعت** اور تعلیم کا کس قدر جوش آپ کے قلب میں موجود ہے وہ قرآن مجید کے مشکلات کے حل کے لئے تفاسیر اور کتابوں کی طرف نہیں جاتے۔ بلکہ مشکلات کے حل کے لئے حضرت باری عزاسمہ کے ہی دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ اور اسی سے کشود کار چاہتے ہیں۔ اس کے لئے حقیقی سعی اور مجاہدہ فی اللہ کی ترغیب دیتے ہیں اور قرآن کریم کی غرض اس پر عمل کرنا اور کرانا ہی مخصوص کرتے ہیں۔ آپ کی زندگی کے تمام واقعات اور آپ کے ارشادات میں عام اصول یہی نظر آتا ہے اور کبھی اور کسی حال میں آپ نے اس کو ترک نہیں کیا۔ چونکہ اس جگہ فہم قرآن کریم کا ذکر آگیا ہے۔ میں اس کی مناسبت کے لحاظ سے یہ ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ حضرت حکیم الامۃ نے مختلف اوقات میں قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے جو اصول تعلیم کئے ہیں یا آپ نے قرآن کریم کے بعض مطالب کو جس طرح حل کیا ہو ان سب کو یا جس قدر مجھے مل سکیں یہاں درج کر دوں۔ تاکہ اس سے پڑھنے والوں کو قرآن کریم کے سمجھنے کے لئے بہت بڑی مدد ملے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکیم الامۃؓ کی سب سے بڑی خواہش کا پورا کرنا بھی ایک معنوں میں ہوگا۔

ازالۂ وہم

میں یہاں ایک وہم کا ازالہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بہت ممکن ہے۔ کہ بعض واقعات کو بیان کرنے میں خود حضرت حکیم الامۃؓ کے الفاظ میں بظاہر اختلاف نظر آوے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اختلاف کوئی نہیں ہوگا۔ موقعہ کی رعایت اور اوقات کے دقت سے آپ نے کبھی ایک واقعہ کو کسی قدر تشریح سے اور کبھی مختصر بطور خلاصہ بیان کر دیا ہوگا۔ جیسے کہ فہم قرآن کے اس گُر کے واقعہ کو جب "فصل الخطاب" لکھنے کی وجہ بیان کی ہے۔ تو بہت کھول کر لکھا ہے مگر اس کا مفہوم اور خلاصہ وہی ہے جو یہاں درج کر دیا گیا ہے۔

قرآن کریم کے فہم کے بعض گُر

قرآن کریم کے ترجمہ کرنے میں اول خدا تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ اور قرآن شریف کے لفظوں کو مقدم کر لیا کرو۔ قرآن شریف کے سمجھنے کے لئے قرآن شریف ہی کو پڑھو۔ اس کی آیات دوسری جگہ متواتر معنی بیان کرتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ کہ قرآن مجید جب ایک بات کہتا ہے۔ تو تیس مقامات تک بھی اس کی تشریح کرتا ہے۔ دس جگہ اور سات جگہ تو عام ہے۔ کیونکہ سات کا عدد بھی کامل ہے۔ بعض آیات ایسی ہیں۔ کہ میں ان پر سالہا سال غور کرتا رہا۔ کہ قرآن شریف میں کہاں تشریح کی ہے۔ اور پتہ نہ چلا۔ مگر جب خدا تعالیٰ نے پردہ اٹھا دیا۔ تو دیکھا۔ کہ سو سو جگہ تک بیان کیا ہے۔

پھر اس کے بعد دوسرا ذریعہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل درآمد میں دیکھو۔ وہاں بھی قرآن کریم کی تفسیر ملے گی۔ مثلاً صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے الفاظ قرآن مجید میں آئے ہیں۔ اب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد تمہیں بتائیگا۔ کہ ان الفاظ کا مفہوم کیا ہے۔ ہمارے بعض دوستوں کو بھی اس قسم کا ابتلا آیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ قرآن شریف میں نماز۔ حج وغیرہ دکھاؤ۔ میں نے کہا کہ پہلے گھوڑے خچر میں امتیاز بتاؤ۔ پھر البغال والحمیر میں تفرقہ کر کے دکھاؤ۔ میں نے ان کے لئے بہت دعا کی۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کو سمجھ دی۔ اور یہ ابتلا جاتا رہا۔ میں نے کہا۔ کہ جب تم بغال اور حمیر میں فرق کرنے کے لئے ان کو دیکھتے ہو۔ تو کیوں اس شخص کی نماز نہیں دیکھتے۔ جس پر قرآن نازل ہوا۔ ایک بات میری سمجھ میں آئی ہے۔ کہ اگر قرآن مجید میں صلوٰۃ کی تمیز ہوتی۔ تو وہ بھی عربی میں ہوتی۔ پھر ان لفظوں کے کئی کئی معنے کرتے۔ اور کس قدر مشکلات پیدا ہوتیں۔ پس ہمارے مولا نے کامل رحم اور فضل سے نماز پڑھوا کر دکھا دی۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابی نے دیکھ لی حتی کہ یہود اور نصاریٰ اور مجوس نے بھی نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لی۔ اب کسی اور معنی کی ضرورت نہیں۔ تقدیم۔ تاخیر۔ کنایہ۔ نہ حذف و محذوف کی۔ گجرات کے ضلع میں ایک جٹ شاہی قوم ہے۔ وہ کام (شہوت) کرودھ (غضب) لوبھ (حرص) موہ (بے جا محبت) ہنکار (غرور) کو چھوڑنے کا نام نماز رکھتے ہیں۔ یہاں ایک گلو سقہ ہے۔ (اب مرچکا ہے عرفانی) جب جماعت میں نہ تھا۔ تو کہتا تھا۔ کہ یہ خود منارہ ہے۔ سر گنبد ہے اور آپ نماز ہیں۔ اسی قسم کی بیہودہ توجیہیں پیدا کر لی جاتی ہیں۔ مسلمانوں پر یہ دکھ اور مصیبت کا وقت ہے۔ ایسے وقت میں یاد رکھو۔ کہ

قرآن کریم کی تفسیر قرآن شریف اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد سے کرو۔

پھر احادیث صحیحہ کو پڑھو۔ ایک بڑی گندی قوم گذری ہے۔ جو احادیث کا انکار کرتی ہے۔ ایک نے یہ گندا لفظ کل کہا۔ کہ روایات احادیث شیاطین ہیں۔ وہ نہیں مرا جب تک خود شیطان نہ بن لے۔ وہ لوگ بڑے ہی محروم ہیں جو اس علم حدیث سے محروم ہیں میں بچپن سے ۶۵-۶۶ برس کی عمر تک پہونچا ہوں۔ اور میرا تجربہ ہے۔ کہ علم حدیث نے بغیر دین آتا ہی نہیں۔ تم ہی بتاؤ۔ کہ جس نے علم حدیث پڑھا ہے۔ اس کی گواہی حدیث کے متعلق ماننی چاہیئے یا اس کی جس نے یہ علم نہیں پڑھا ؟

پھر کوئی آیت سمجھ میں نہ آوے تو اس طریق سے کام لو۔ اور جناب الٰہی کو پکڑ و۔ کہ تیری کتاب ہے میری سمجھ میں یہ آیت نہیں آتی۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ اور منتظر رہو کہ کب انکشاف ہو جاتا ہے کیا میں نے اس موقعہ پر اپنے خیال کو ترجیح دی ہے یا کسی بغیر تفسیر کی سپارش کی ہے ؟ بلکہ یہ چوتھا مرتبہ بتایا ہے۔ کہ قلب مطہر لیکر جناب الٰہی میں جاؤ یہ اصول ہیں فہم قرآن کریم کے لئے ؎

فہم قرآن کریم کے چودہ اصول

ایک دوسرے موقعہ پر (نورالدینؓ نے) آپ نے فہم قرآن کریم کے حسب ذیل چودہ اصول تحریر فرمائے ہیں۔

اوّل:۔ دعا۔ جناب الٰہی سے صحیح فہم اور حقیقی علم طلب کرنا۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ قل رب زدنی علما (اے میرے رب میرے علم میں ترقی بخش)

دوم:۔ صرف الٰہی رضامندی اور حق تک پہنچنے کے لئے خدا میں ہو کر کوشش کرنا۔ جیسے فرمایا۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔

سوم:۔ تدبر۔ تفکر۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھا اور فرمایا لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبھم

چہارم:۔ حسن اعتقاد و حسن اقوال و حسن اعمال اور فقر۔ بیماری۔ مقدمات اور مشکلات میں صبر و استقلال۔ اس مجموعہ کو قرآن کریم نے تقویٰ کہا ہے۔ تقویٰ کے بارے میں ارشاد الٰہی ہے اتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔ لیکن خود پسند آیات کے سمجھنے میں قاصر ہے۔ جیسے فرمایا۔ ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق۔

پنجم:۔ قرآن مجید کے معانی خود قرآن مجید اور فرقان حمید پر۔۔۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ رضی اللہ عنہم

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ مرحوم و مغفور

نامِ نیک رفتگاں ضائع مکن * تا بماند نامِ نیکت برقرار

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور سے ۴۴ برس ہوئے میں پہلی مرتبہ ملا۔ اور چند ہی روز میں یہ واقفیت اخوت کے رنگ میں تبدیل ہو گئی اس لئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہو کر روحانی طور پر

ہم ایک ہی باپ کے بیٹے کہلائے

حضرت ڈاکٹر صاحب کے خاندان میں احمدیت کا آدم مرحوم **ایوب صادق** تھا۔ جس کے چہرہ سے انوار الٰہی کی تجلی نمایاں تھی۔ ڈاکٹر مرزا کا خاندان ایک ممتاز اور معزز خاندان تھا۔ اور دینداری کے لحاظ سے بھی اسے خصوصیت حاصل تھی۔ حضرت مرزا نیاز بیگ صاحب مرحوم بڑے **عبادت گذار، متقی** اور فقیر دوست بزرگ تھے۔ خدا تعالےٰ نے ان کو اولاد بھی **سعادت مند** اور عبادت گذار عطا فرمائی۔ ڈاکٹر صاحب اپنی جوانی ہی میں **متقی** اور عبادت گذار مشہور تھے۔ ان کی نمازوں میں **خشوع و خضوع** اور ان کے اخلاق میں اخلاص و خدا ترسی کی شان نمایاں تھی۔ مجھے یاد ہے۔ کہ ایک مرتبہ وہ کچھ دنوں کے لئے قادیان تشریف لائے۔ وہ اپنے ہمراہ ایک قدیم خادم کو کلانور سے لے آئے۔ میں اسے جانتا تھا۔ وہ امرتسر میں مولوی غلام محمد اختر کلانوری ایڈیٹر و مالک پنجاب کے پاس رہتا تھا۔ اور اس کی زندگی ایسے نوجوانوں میں گذری تھی۔ جو ہر قسم کے فسق و فجور کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔ وہ ایک روز میرے پاس آیا۔ اور رو پڑا۔ میں نے پوچھا تمہیں کیا ہوا۔ اس نے کہا۔ کہ مجھے مرزا صاحب (ڈاکٹر صاحب) کی حالت پر رونا آتا ہے۔ یہ ایک اچھے خاندان کا خوبصورت نوجوان ہے۔ یہ دن اس کے کھیلنے کھانے کے تھے۔ یہ راتوں کو اٹھ کر روتا اور دعائیں کرتا ہے۔ اس کو کیا ہو گیا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ اور قرآن کریم پڑھتا رہتا ہے۔ مجھ سے یہ نہیں دیکھا جاتا۔ میں نے اس کو کہا کہ

اسی کا نام تو زندگی ہے

تم جس چیز کو خوشی اور لذت سمجھتے ہو۔ وہ تو تلخی اور رنج ہے۔ مگر وہ کیا سمجھ سکتا تھا۔

اس واقعہ کے بیان سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اپنے عہدِ شباب ہی سے سلسلہ میں آ کر کندن بن گئے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انہیں اخلاص اور محبت تھی۔ اور حضرت کو بھی ان کی محبت و اخلاص کی قدر تھی۔ ڈاکٹر صاحب کثرت کے ساتھ قادیان آتے تھے۔ اور سلسلہ کے لئے وہ ہر قسم کی قربانی میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ سلسلہ کے تمام کاموں اور تحریکات میں وہ فراخدلی اور خوشی سے حصہ لیتے تھے۔ بزرگانِ سلسلہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت مخدوم الملۃ رضی اللہ عنہ سے بھی انہیں انتہا کی محبت تھی۔ اور ان بزرگوں کو بھی وہ عزیز تھے۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ خلافت ثانیہ کے آغاز میں وہ ہم سے جدا ہو گئے۔ لیکن یہ واقعہ ہے۔ کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مقابلہ میں کبھی مقامِ ادب کو ترک نہ کیا۔ اور باوجود اختلاف کے بھی اپنے قدیم دوستوں سے اسی خندہ پیشانی اور محبت سے پیش آتے رہے۔ راقم الحروف کے متعلق علیحدہ ہونے والے دوستوں میں بہت کچھ مبالغہ آمیز خیالات تھے اور اس کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا۔ لیکن میں جس کو ہر سانس موت کے قریب کر رہا ہے نہایت صفائی سے کہتا ہوں۔ کہ میں نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو تعلقات میں اسی روش پر پایا۔ اختلاف کا معاملہ اب خدا کے سپرد ہے۔ میں ان کے مرنے کے بعد بھی ان کی زندگی کو قابلِ قدر یقین کرتا ہوں۔

خدا کی مخلوق سے ہمدردی کا سبق انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عملاً پڑھا تھا۔ ڈاکٹر صاحب بہت **رقیق القلب** اور ضابط انسان تھے۔ انکو غصہ بہت کم آتا تھا۔ اور آتا بھی تھا۔ تو ان کی زبان اور جوارح پر غیر معمولی اور خلافِ تہذیب اثر نہ کرتا تھا۔

وہ اپنی زندگی میں ایک شانِ تبتل رکھتے تھے اپنے پیشہ (ڈاکٹری) کے لحاظ سے ایک امتیازی اور خصوصی حیثیت ان کو حاصل تھی۔ اور وہ علاج میں نفع رسانی کا خیال مقدم رکھتے تھے۔

اخبار الحکم کے وہ سرپرستوں میں تھے۔ ہمیشہ امتیازی قیمت دیتے۔ اور اس کے دائرہ **اشاعت** کی توسیع میں پوری دلچسپی لیتے مجھے بعض امور انتظامی میں اختلاف بھی ہوتا اور ان کے اخفائے کار کو گراں بھی گذرتا۔ مگر مرزا صاحب اس اختلاف کو اختلافِ رائے سے بڑھ کر درجہ نہ دیتے۔

ایک مرتبہ الحکم کی مالی **مشکلات** پر سلسلہ کے معاند قدیم مولوی ثناء اللہ نے ایک مضمون لکھا جس کا عنوان تھا "الحکم پر تجلی گری" اس کو پرکاش نے نقل کیا۔ مرحوم اسکو پڑھ کر رو پڑے۔ اور انہوں نے ان مشکلات کے دور کرنے کے لئے اپنے احباب خاص میں تحریک کی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ بعد میں وہ مخلصانہ تحریک ایک سودے کا رنگ اختیار کر گئی۔ جس کو

میں قبول نہیں کر سکتا تھا

مگر ڈاکٹر صاحب کا دامن اس سودے سے پاک تھا وہ نہایت اخلاص سے آگے بڑھے تھے۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ ان کے اجر کو ضائع نہ کریگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات طیبات کو سننے یاد رکھنے اور نوٹ کرنے کی بھی انہیں عادت تھی۔ میں آخری مرتبہ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ان سے لاہور ملا۔ نہایت محبت و اخلاص سے ملے۔ اور اس گرمجوشی سے معانقہ کیا۔ کہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتا۔ اور اب تو اس لئے۔ کہ وہ **آخری** اور **رخصتی** معانقہ تھا

ڈاکٹر صاحب کی طبیعت میں سادگی اور دوست نوازی تھی۔ **ملتِ اسلام** کے لئے ان کے سینہ میں درد تھا۔ اور مسلمانوں کی **ہمدردی** اور **غمخواری** میں زندہ تھے۔ میں یہ کہنے میں مضائقہ نہیں سمجھتا۔ کہ **بعض اوقات** اس میں اس قدر محو ہو جاتے کہ سلسلہ کی خصوصیات نظر انداز ہو جاتی تھیں۔

ان کی زندگی ایک **عملی زندگی** تھی۔ میں باوجود اس اختلاف کے جس کا اوپر ذکر کر آیا ہوں ان میں **عارفانہ رنگ** دیکھتا تھا۔ اور قربانی اور ایثار کی روح ان میں نمایاں تھی۔ وہ ایک مؤثر مقرر اور قادر مضمون نویس تھے۔ میں ان کی وفات کو **بین الاقوامی صدمہ** سمجھتا ہوں۔ خدا تعالےٰ نے توفیق دی تو میں تفصیل سے ان کی زندگی پر تبصرہ کرونگا۔ میرے لئے ان کی **وفات** ایک صدمہ ہے نہ صرف اس لئے کہ وہ اپنے پیشہ کے لحاظ سے خدا کی مخلوق کے مخلص خدمت گذار تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ہم جو ایک ہی باپ کے روحانی بیٹے تھے۔ اور ایک ساتھ بڑھے۔ اور پہلے ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ ان کی زندگی میں یہ امید ہو سکتی تھی۔ کہ وہ پھر واپس آئینگے۔ مگر اب افسوس کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ رحم و فضل کا معاملہ کرے۔ اور اپنی رحمت کے دامن میں ان کو جگہ دے۔ آمین۔

(بقیہ صفحہ)

ششم:۔ اسماء الٰہیہ اور الٰہی تقدیس و تنزیہ کے خلاف کسی لفظ کے معنے نہ کئے جائیں۔

ہفتم:۔ تعامل سے جس کا نام سنت ہے معانی لے اور اس سے باہر نہ نکلے۔

ہشتم:۔ سنن الٰہیہ ثابتہ کی خلاف ورزی نہ کرے

نہم:۔ لغت عرب و محاورات ثابتہ عن العرب کے خلاف نہ ہو۔

دہم:۔ عرف عام سے جسکو معروف کہتے ہیں معانی باہر نہ نکلیں۔

یازدہم:۔ نور قلب کے خلاف نہ ہو لہا

دوازدہم:۔ احادیث صحیحہ ثابتہ کے خلاف نہ ہوں

سیزدہم:۔ کتب سابقہ کے ذریعہ بھی بعض معانی حل کئے جاتے ہیں۔

چہاردہم:۔ کسی وحی الٰہی اور الہام صحیح کے ذریعہ بھی معانی قرآن حل ہوتے ہیں۔

میں کیونکر احمدی ہوا

ازجناب ماسٹر ماموں خانصاحب ریٹائرڈ ڈرل ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

میرے خیالات ابتداء ہی سے تصوف کی طرف مائل تھے۔ میں شروع میں ریاست بہاول پور میں ایک کنسٹیبل کی حیثیت سے ملازم ہوا تھا۔ اس وقت بہاولپور کے نواب محمد صادق صاحب تھے۔ جو کہ فرید صاحب چشتی کے مرید تھے۔ میں ایک دفعہ ایک سرکاری کام پر مٹھن کوٹ اور تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخاں میں گیا۔ مٹھن کوٹ میں میں حضرت فرید چشتی کی زیارت کی۔ مجھے خیال پیدا ہوا کہ تونسہ شریف بھی جانا چاہیئے۔ چنانچہ میں وہاں پہنچا اور میں خواجہ سلیمان چشتی کی اولاد میں سے خواجہ اللہ بخش صاحب چشتی کو جو اس وقت گدی نشین تھے ملا۔ اور ان کی بیعت کی۔

اس کے بعد میں پھر اپنی ڈیوٹی پر واپس آگیا۔ میں ابھی اس جگہ مستقل نہ ہوا تھا۔ نیز میں ضلع لودھیانہ میں ورزش ٹیچری کا امیدوار تھا۔ اس عرصہ میں مجھے لدھیانہ کے انسپکٹر کی طرف سے ایک چٹھی موصول ہوئی۔ کہ تمہارا نمبر آگیا ہے۔ فلاں تاریخ کو ماچھیواڑہ ہائی سکول میں حاضر ہوکر اپنی حاضری کی اطلاع دو۔ چنانچہ میں اس تاریخ کو سکول میں حاضر ہوگیا۔ اور ہیڈ ماسٹر سکول مذکور کی معرفت اپنی آمد کی اطلاع انسپکٹر صاحب کو دی۔ اور میں سکول میں ملازم ہوگیا۔ اسی سکول کے سیکنڈ ماسٹر سید محمد شاہ صاحب نے جو ایک پرانے مخلص احمدی تھے۔ مجھے سلسلہ کی تبلیغ شروع کی۔

میں نے ان کو بتایا۔ کہ میں نے تو خواجہ اللہ بخش صاحب چشتی گدی نشین تونسہ شریف کی بیعت کی ہوئی ہے۔ مجھے شاہ صاحب نے بڑی موٹی اور لطیف مثال دیکر سمجھایا۔ کہ کیا تم نے دیکھا نہیں۔ کہ جب کوئی اعلیٰ افسر آجائے۔ تو ماتحتوں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ایک نمبردار کے سامنے گاؤں کے لوگ۔ ادب سے بیٹھتے اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ مگر جب تحصیلدار آجائے تو نمبردار کو بھی تحصیلدار کی پیروی کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر تحصیلدار کی موجودگی میں ڈپٹی کمشنر آجائے۔ تو پھر لوگ تحصیلدار کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ اور اپنی شکایت ڈپٹی کمشنر کے پاس کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر ایک بزرگ کی موجودگی میں اگر اس سے بڑا بزرگ آجائے تو لوگوں پر فرض ہے۔ کہ بڑے بزرگ کی اطاعت کریں۔ کیونکہ بڑے میں چھوٹے خود بخود آجاتے ہیں۔ غرض انہوں نے اسی انداز سے یہ بات سمجھائی۔ کہ میری سمجھ میں اچھی طرح آگئی۔

پھر میں نے سوال کیا۔ ایک بات اور میری سمجھ میں نہیں آتی۔ ذرا اس کو بھی حل کر دیں۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کے مرزا صاحب کا دعویٰ ایک طرف تو مہدویت کا ہے۔ مگر دوسری طرف وہ مسیحیت کے بھی مدعی ہیں تو ایک شخص دو دعوے کس طرح کر سکتا ہے۔

میرے اس سوال پر انہوں نے "لا المہدی الا عیسیٰ" والی حدیث پیش کی۔ اور پھر سمجھایا۔ تو میں سمجھ گیا اور پھر انہوں نے مجھے مسئلہ وفات مسیح اور خاتم النبیین اچھی طرح سمجھایا۔ اور حضرت نعمت اللہ ولی کے چند اشعار سنائے۔

قدرتاً انہیں ایام میں پنڈت لیکھرام کے قتل کا واقعہ ہوا تھا۔ اس کے متعلق پیشگوئی کے اشتہارات ہم نے خود پڑھے تھے۔ اور جس سے مجھ پر حضرت اقدس کی صداقت ظاہر ہوگئی تھی۔ میں نے ایک رات دعا کی کہ اے میرے خدا اگر یہ سلسلہ سچا ہے۔ تو تو اس کی صداقت مجھ پر واضح کردے۔ چنانچہ میں نے کشفی رنگ میں دیکھا۔ کہ ایک چاند جو کہ بدر کامل ہے آسمان سے ٹوٹ کر میری گود میں آپڑا ہے۔ صبح کو میں نے یہ واقعہ سید محمد شاہ صاحب کو سنایا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ اب بیعت میں دیر مت کرو یہ چاند مسیح موعود ہی ہیں۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ کہ آپ میری بیعت کا خط لکھدیں۔ چنانچہ اسی وقت خط منگوا کر بیعت کا خط لکھ دیا گیا۔

مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ اس وقت زندہ تھے۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ آپ کی بیعت منظور ہوگئی ہے۔ حضرت اقدس نے آپ کے لئے دعا فرمائی ہے۔ اس لئے میں اس کی اطلاع دیتا ہوں۔

غرض میں سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوگیا۔ جماعت احمدیہ میں داخل ہوکر میں نے اپنے اندر ایک عجیب قسم کی روحانی تبدیلی محسوس کی۔ میں نے رجوع الی اللہ کا سرور پایا۔ اللہ اپنی عبادت اور روحانیت میں ترقی محسوس کی۔ سچے خوابوں اور کشوف کا مظاہرہ میری آنکھوں نے دیکھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور قرآن کریم کی عظمت دل میں ترقی کر گئی۔ جو دینی سستی میرے وجود میں تھی وہ سب دور ہوگئی۔ احمدی احباب سے محبت اور دوسروں سے نفرت پیدا ہونی شروع ہوئی۔ دل میں ہر وقت یہی تڑپ رہتی تھی۔ کہ کس طرح قادیان پہنچوں حضور کی زیارت نصیب ہو۔ اور دستی بیعت کا شرف حاصل کروں۔ مگر کوئی صورت نہ بنتی تھی۔

اتفاقاً اخبار "بدر" میں ایک اشتہار نکلا۔ کہ قادیان میں ہائی سکول کے لئے ایک ڈرل ماسٹر کی ضرورت ہے۔ اس وقت میں نے جونیئر کا امتحان پاس کرلیا تھا۔ اور سینئر کا امتحان دیا ہوا تھا۔ مگر نتیجہ نکلنے میں ابھی کچھ دیر تھی۔

میں نے قادیان ہائی سکول کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ تو یہاں سے جواب گیا۔ کہ ہمیں سینئر کی ضرورت ہے۔ میں نے لکھا۔ کہ نتیجہ نکلنے پر خود بخود معلوم ہو جائیگا۔ اس وقت ہائی سکول کے پریذیڈنٹ مولوی محمد علی صاحب تھے۔ انہوں نے لکھا۔ کہ تم کم سے کم کیا تنخواہ لوگے اور کس شرط پر آنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا۔ کہ میرا اور میری بیوی کا خرچ خوراک ۲۰/۱۰ روپے ماہوار ہے۔ اگر یہ دے دیا جائے۔ تو میں حاضر ہو جاتا ہوں۔ اور یہ اصل گریڈ سے نصف ہے۔ اصل گریڈ ۱۰ ۵ ۴۰ روپے ماہوار ہے مولوی صاحب نے فوراً ایک ریزولیوشن پاس کر کے مجھے اطلاع دی۔ اور میں قادیان میں آگیا۔ اور میری سیکنڈ سروس قادیان میں ہی آکر شروع ہوئی۔

مولوی شیر علی صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر ہوتے تھے۔ انہوں نے ہر پہلو اور ہر صورت سے میری مدد کی۔ میں نے قادیان آکر حضرت اقدس سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اور اور دوبارہ دستی بیعت کی۔

وصایا

نمبر ۵۳۰۴۔ منکہ حمید احمد خاں ولد شیخ غلام حسین صاحب مرحوم قوم ککے زئی پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت ستمبر ۱۹۰۲ء ساکن بدو ملی ضلع سیالکوٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹/۳/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میری موجودہ جائیداد ایک مکان پختہ واقعہ موضع دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں ہے جس کی مالیت اندازاً مبلغ ۵۰۰/۰ روپے ہے۔ اور میرا گزارہ صرف میری تنخواہ پر ہے۔ جو مبلغ ۴۷/۰ روپے ہے۔ میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی اور اپنی آمدنی ماہوار کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان تا زیست کرتا رہونگا۔ بوقت وفات اگر میری جائیداد جسکا ذکر اوپر آچکا ہے اور جو بھی اس کے علاوہ میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کل یا کچھ رقم حصہ جائیداد کے طور پر بمد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی

العبد:۔ شیخ حمید احمد ولد شیخ غلام حسین صاحب مرحوم بقلم خود ساکن موضع بدو ملی ضلع سیالکوٹ حال ملازم برما کلرک بعہدہ ۱/۲ بہار انگلنڈ + گواہ شد:۔ غلام رسول ولد امام دین سکنہ بدو ملی بقلم خود۔ گواہ شد:۔ ڈاکٹر نور الدین احمدی راجپوت جنجوعہ ولد مولوی احمد الدین صاحب بھیروی حال بدو ملی بقلم خود۔

نمبر ۵۲۸۵۔ منکہ بوٹے خاں ولد امیر خاں قوم راجپوت ساکن ہٹیانہ ڈاکخانہ راجپور تحصیل و ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۵/۳۶

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں :-
(۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ⅒ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
(۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔
(۳) میری جائیداد حسب ذیل ہے۔
جائیداد غیر منقولہ زرعی آٹھ کنال۔ غیر زرعی ایک مکان اور ایک حویلی ¼ ۲ مرلہ اس جائیداد منقولہ زرعی و غیر زرعی کی قیمت ۹۸۰/۰ روپیہ ہے۔ اور نقد ساٹھ ۶۳ روپے ہیں۔
العبد :- بوٹے خاں نشان انگوٹھا + گواہ شد بقلم خود فتح محمد ولد مراد خاں ساکن تہٹیانہ + گواہ شد :- عبدالعزیز مولوی فاضل ساکن پھگلانہ +

نمبر ۵۰۸ ؁۴ :- منکہ سیدہ بیگم زوجہ سید غلام جیلانی شاہ صاحب قوم سید پیشہ زمیندارہ عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ماہ فروری ۱۹۲۳ء ساکن چک نمبر ۱۱۶ جنوبی ڈاکخانہ ہینڈ بلوالی تحصیل و ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۵/۳۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اپنے حق مہر مبلغ یکصد روپیہ کے ⅕ حصہ کی وصیت کرتی ہوں میرے مرنے کے بعد بھی جو جائیداد میری ثابت ہو تو اس کے بھی ⅕ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی حیاتی میں اپنی وصیت ادا کر دوں تو بہتر ورنہ میرے خاوند کی جائیداد سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کو حق ہوگا کہ وہ وصول کرے + العبد :- سیدہ بیگم نشان انگوٹھا۔
گواہ شد :- بقلم خود فضل شاہ + گواہ شد :- بقلم خود سید غلام جیلانی موصی نمبر ۲۴۶۳ (خاوند موصیہ)

نمبر ۵۶۵ ؁۴ :- منکہ مستری محمد منیر ولد بڈھا صاحب قوم گرودت پیشہ معماری عمر ۲۳ سال تاریخ بیعت ۲۹ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مئی ۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہواری آمد پر ہے۔ جو کہ مبلغ بیس روپے (اندازاً) ماہوار ہے۔ میں ⅒ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ⅒ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔
العبد :- بقلم خود مستری محمد منیر محلہ دار الرحمت قادیان
گواہ شد :- بقلم خود مستری محمد لطیف محلہ دار الرحمت قادیان
گواہ شد :- محمود احمد بقلم خود۔ احمدیہ میڈیکل ہال سکرٹری وصایا محلہ دار الرحمت قادیان دار الامان ضلع گورداسپور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات
اپنے دوستوں کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی پانچویں جلد اب شائع ہوگئی ہے۔ اس میں حضور کے وہ مکتوبات ہیں جو آپ نے اپنے مخلص احباب اور خدام کو لکھے +
پہلے نمبر میں :- حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام مکتوب ہیں +
دوسرے نمبر میں :- حضرت حکیم الامۃ .... رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام مکتوب ہیں +
تیسرے نمبر میں :- حضرت چوہدری رستم علی خاں صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نام مکتوب ہیں +
چوتھے نمبر میں :- حضرت نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے نام مکتوب ہیں
اس سلسلہ کے ہر نمبر کی قیمت سر دست ایک روپیہ ہے۔ لیکن جب خریداروں کی تعداد ایک ہزار تک پہونچ جائے گی۔ تو قیمت نصف کر دی جائیگی

تھوڑی جلدیں شائع ہوئی ہیں۔ احباب جلد منگوالیں +

ملنے کا پتہ
منیجر اخبار الحکم قادیان (پنجاب)

مشاہداتِ عرفانی
یعنی ایڈیٹر الحکم کا سفرنامۂ یورپ اور بلادِ اسلامیہ

مصنف نے کامل دو سال تک یورپ اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت کے بعد اپنے مشاہدات کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا ہے۔ یہ سفرنامہ چار جلدوں میں مکمل ہوگا۔ پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز کا لکھا گیا ہے۔ نکتہ رس اور غور کن دماغ سے کام لیکر ان ملکوں میں آنکھ کے مشاہدات کے لئے چھوڑا ہے۔
اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار اور قوموں کے عروج اور زوال کا پتہ لگے گا۔ کہ قعر مذلت سے نکل کر بام رفعت تک کیونکر پہنچ سکتے ہیں؟ اس کا جواب ہوگا۔ ہر مقام اور شہر جہاں مصنف گیا ہے۔ معمولی نظر سے نہیں بلکہ شوق افزا صورت میں واقعات تاریخ کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔
مسلمانوں میں قومی زندگی اور ملی روح کے نشوونما کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔

قیمت فی جلد دو روپے آٹھ آنے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ
منیجر اخبار الحکم قادیان (پنجاب)

بلا اپریشن موتیا بند دُور

کون نہیں جانتا۔ کہ موتیا بند کی بیماری بہت موذی مرض ہوتی ہے۔ اس بیماری میں کئی سال تک پانی پکنے کا انتظار کیا جاتا ہے۔ تاکہ اپریشن کیا جا سکے اس لمبے انتظار کے بعد اگر اپریشن درست ہوا۔ تو آنکھیں دیکھنے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ذرا کوئی نقص رہ گیا تو آنکھیں ساری عمر کے لئے مصیبت بن جاتی ہیں۔
نیز تینی ہوئی آنکھیں بھی اکثر جلن۔ دھندلا پن۔ یا ڈھیلوں کے درد کا شکار بن جاتی ہیں۔ ان سب مرضوں اور خاص کر موتیا بند کو بغیر اپریشن کے اچھا کرنے کے لئے سالہا سال کے تجربہ کے بعد یہ دوائی جڑی بوٹیوں سے تیار کی گئی ہے۔ چند روز میں اپنا اثر دکھاتی ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ۔
ملنے کا پتہ :- **آنکھوں کا ہسپتال قادیان دار الامان (پنجاب)**

بیاضِ نور الدین رضؓ
کا

وہ صحیح اور اصلی نسخہ جو حضرت قبلہ مولوی حاجی حکیم نور الدین صاحب مرحوم رضؓ نے اپنی زندگی میں اپنی زبان خاص سے مجھے لکھوایا۔ اور اپنی قلم سے اس کو صحیح فرمایا۔ اور خاکسار نے اس کو تکمیل کر کے شائع کیا۔ بغیر کسی دوسرے شخص کے حاشیہ کے۔

مکمل ہر دو حصہ قیمت پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

اس کے علاوہ کشتہ طلاء۔ جسمانی کمزوری کیلئے تیر بہدف ہے۔ سرمہ نور العین۔ آنکھوں کے لئے بے نظیر تحفہ ہے۔ ہر مرض۔ ہر موسم۔ ہر حالت میں دونوں چیزیں لاجواب ہیں۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کی رائے :-
"میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ فضل الرحمٰن میرا تجربہ کار اور واقف دواؤں سے ہے۔ بعض خطرناک بیماریوں مثلاً سل۔ تفث الدم میں اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ اس سے کام لیگا۔ تو اسکو خود بھی اور لوگوں کو بھی نفع ہوگا۔ الٰہی میرا یہ گمان صحیح ہو۔ نور الدین"

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم قادیان سے شائع ہوا)